بلوچستان میں تاریخی کتب کے تراجم

انعام الحق کوثر

بلوچستان میں اردو ترجمے کی روایت خاصی پرانی ہے۔ ہم یہاں تاریخی کتب کے اردو تراجم کا ذکر کرتے ہیں۔

سفر نامۂ بلوچستان و سندھ، حصہ اول و حصہ دوم

مصنف۔ لیفٹیننٹ ہنری پوٹنگر، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری نساء ٹریڈرز کوئٹہ، مطبع، علی پرنٹرز، پیسہ اخبار لاہور، ۱۹۸۰ء، کل صفحات ۴۴۵۔

اصل کتاب "ٹریولز ان بلوچستان اینڈ سندھ" ۱۸۱۶ء میں طبع ہوئی۔ پہلے حصے میں ہنری پوٹنگر کی ڈائری ہے، جو ۲ جنوری ۱۸۱۰ء سے ۶ فروری ۱۸۱۱ء تک محیط ہے۔ یہ کم و بیش ڈھائی ہزار میل کے سفر کی روداد ہے۔ وہ ۲۱ اپریل تک کوئی سوا تین مہینے بلوچستان میں ۹۲۸ میل طے کر کے ایران میں داخل ہوا۔ وہاں مزید ۶۷۳ میل طے کر کے وہ ۵ جون کو شیراز پہنچ گیا۔ اس حصہ میں وہ سرتاپا سیاح ہے۔ یہ حصہ بہت دلچسپ ہے۔ اس کے مشاہدات وواردات ذاتی ہیں اور اس کا اسلوب بیان کم و بیش نہایت عمدہ، دلپذیر اور معلومات افزاء ہے۔

دوسرے حصے میں ہنری پوٹنگر (ماسوائے ضمیمہ، جس میں اس نے اپنے ہمسفر کیپٹن کرسٹی کی بیاض کا خلاصہ پیش کیا) ایک مؤرخ کے روپ میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ بقول مترجم پروفیسر انور رومان دوسرے حصے میں اس کی معلومات بہت دقیانوسی، ناقص اور بعض مقامات پر بالکل غلط بھی ہیں۔ مثلاً قبلہ کو آنحضورؐ کا مزار بتانا۔ مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ گوشت کے ہر لقمہ کے بعد منہ دھوتے ہیں۔ آنحضورؐ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جب بیرون ملک نکلتے تھے تو کئی ممالک کا چکر کاٹتے تھے، ہندوستان کے شہنشاہوں کو سلیوکسی، ارشکانی اور ساسانی حکمرانوں کا باجگزار بتانا، خوارزم شاہوں کے متعلق یہ سمجھنا کہ انہوں نے منگولوں کو ایران سے نکلنے اور سندھ میں آباد ہونے

پر مجبور کر دیا وغیرہ وغیرہ بہر حال مؤرخ کی حیثیت سے کبھی پوٹنگر کو قابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہیئے اور اس کا مطالعہ صرف ایک سیاح کی حیثیت سے ہی کرنا چاہیئے۔

اس روداد سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے برصغیر کے ہر حصہ میں سامراج کا ساتھ دیا۔ انہوں نے یہاں مسلمانوں کی سلطنت کو ختم کرنے اور انگریز استعمار کے لیے راستہ صاف کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ بعض مسلمانوں کی غداری اور ان کے بعض حکمرانوں کی نا اہلی اس کے ماسوا تھی یہیں دیکھیئے کہ ایک غیر ملک و قوم کا ایک نہایت چالاک اور بہروپ کار باشندہ طول و عرض میں گھومتا پھرتا رہا۔ مگر کسی سطح پر بھی اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئ۔

پوٹنگر کی قوت مشاہدہ کتنی درست، تیز اور مستقبل کا احاطہ کرنے والی تھی۔ اس کے کئ ثبوت کتاب میں موجود ہیں۔ جیسے حصہ دوم کے باب ہفتم میں اس نے لکھا ہے کہ میں نے نوشکی کے مغرب کی طرف پہاڑوں میں سفید اور بھورے رنگ کے سنگ مرمر کی کافی مقدار دیکھی لیکن بلوچ اس کی قدر و قیمت سے بالکل ناآشنا معلوم ہوتے ہیں۔ اس مشاہدہ کے کوئی ڈیڑھ سو سال بعد واقعی ان پہاڑوں سے سنگ مرمر نکالا جانے لگا اور اب یہ نہ صرف پاکستان میں چھوٹی اور بڑی بڑی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے بلکہ یورپ کو بھی بھیجا جاتا ہے۔ اور لاکھوں روپیہ زر مبادلہ کماتا ہے۔

ایک اور مثال ہے: قلات سے کوئی ڈیڑھ سو میل جنوب اور جنوب مغرب میں واقع قصبہ نال کے قریب لوہے اور سیسے کی کانوں میں کام کرتے ہوئے قیمتی دھاتیں بھی دریافت ہوئی ہیں ...... (لیکن) بلوچ خام سیم و زر کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اسے اس کی اصلی حالت میں ہی ہندوؤں کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں۔ جو محصولات سے بچنے کے لیے اسے خفیہ طور پر پنجاب کے شہروں کو بھیج دیتے ہیں۔ اس میں بھی ایک قابل توجہ اشارہ موجود ہے۔

پروفیسر انور رومان نے ترجمہ اپنے رواں دواں انداز میں کیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ نہیں بلکہ تصنیف ہے۔ اردو ترجمہ پہلی بار پیش کیا گیا تھا۔ جس سے بلوچستان شناسی کو تقویت پہنچی اور خود شناسی و خودنگری کا بھی موقع نصیب ہوا۔

سفر نامۂ قلات

مصنف: چارلس میسن، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز زونگی رام روڈ کوئٹہ، پبلشرز: بے نظیر انٹر پرائزز، زرغون روڈ کوئٹہ ۔۱۹۸۶ء کل صفحات ۴۲۴[۲]

مصنف نے اپنے دیباچے میں تاریخ یکم فروری ۱۸۴۳ء درج کی ہے یہ کتاب نو ابواب اور دیباچے کے علاوہ تذکرہ مشرقی بلوچستان پر مشتمل ہے ۔ ترجمے میں عرض ناشر، انتساب اور پیش لفظ کا اضافہ ہوا ہے ۔ اس میں قلات میں رونما ہونے والے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جو بعد میں کابل میں پیش آمدہ انجام کا پیش خیمہ تھے ۔

مشرقی بلوچستان (یا براہوئی خان قلات کے علاقوں) کا ایک تذکرہ از صفحہ ۲۵۵ تا ۴۲۴ جو سات حصوں (۱۔ جغرافیہ ۔۲۔ قبائل ۔۳۔ حکومت اور تاریخ ۔۴۔ آثار قدیمہ اور زبانیں ۔۵۔ فوج، مالیہ تجارت، زراعت وغیرہ ۔۶۔ عادات واطوار اور رسم ورواج وغیرہ ۔۷۔ تاریخ طبعی وغیرہ) پر مبنی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ چارلس میسن جیسے متوازن انگریز واقعہ نگار خال خال ہی تھے جو ارادی طور پر حق وصداقت کو نہ چھپاتے تھے ۔ اور باطل کو ضرور بے نقاب کرتے تھے ۔ اسی لیے اس نے صیغہ ملازمت کی بجائے آزاد مشاہد، مبصر اور تحقیق کار بننا پسند کیا۔

میسن نے ڈیڑھ سو سال پہلے انگریزوں کے حملہ قلات، میر محراب خان کے قتل اور اس کے بیٹے کی بجائے شاہنواز خان کی مسند نشینی پر بھرپور تنقید کی اور نہ لوڈے اور بین کو معاف کیا اور نہ لشکر سندھ کی ہائی کمان کو ۔ میسن نے یہاں کے حیواناتی، نباتاتی اور معدنیاتی وسائل کی بھی بصیرت افروز انداز میں نقاب کشائی کی ۔

مترجم کا پیش لفظ ہمیں بہت کچھ دیتا ہے ۔ ایک جانب کتاب کی خوبیوں کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف پتہ چلتا ہے کہ میسن کی مقامی معلومات کئی جگہوں پر بہت محدود تھیں ۔ ترجمہ دلچسپ اور شگفتہ اسلوب کا مظہر ہے ۔

قلات، انیسویں صدی میں

مترجم: پروفیسر محمد رشید الحق، طابع: رفیع اللہ جان، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز زونگی رام روڈ، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء کل صفحات ۵۲۳[۳]۔

اصل کتاب "قلات آفیئرز" کے نام سے ۱۸۷۲ء میں پہلی مرتبہ حکومت برطانیہ نے شائع کی۔ یہ عام معنوں میں کتاب نہیں۔اس لیے نہ اس میں ابواب ہیں اور نہ ہی کہیں تسلسل اور عنوان نظر آتا ہے۔

یہ پوری کتاب قلات (انیسویں صدی میں) کے معاملات سے متعلق ہے جو خطوط سے واضح ہوتے ہیں۔یہ خطوط حکومت برطانیہ کے افسروں نے قلات کے بارے میں آپس میں اور حکومت ہند کو لکھے تھے ان خطوط اور دستاویزات میں کوئی تاریخی تسلسل موجود نہیں۔زبان اور انداز تحریر خاصا واجبی ہے۔اس زمانے میں بلوچستان کے افغانستان کے ساتھ سیاسی اور تہذیبی تعلقات تھے۔ درہ بولان سے گزرنے والے قافلوں کی ذمہ داری خان قلات پر تھی۔اس راہ داری کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے خان کے افسران مقرر تھے۔

خان قلات اور حکومت برطانیہ کے مابین ایک معاہدے کی رو سے حکومت برطانیہ کا ایک ریذیڈنٹ قلات میں رہتا تھا۔اور خان قلات کو یہ اجازت نہ تھی کہ کسی بیرونی طاقت سے کوئی رابطہ قائم کریں۔

اس دور میں خان قلات اور قبائلی سرداروں کے درمیان تعلقات زیادہ ہی کشیدہ تھے۔اس لیے ہر طرف بدامنی تھی۔یہ خطوط اسی سلسلے میں ہیں۔

جن لوگوں نے اس ڈرامے میں اہم کردار ادا کیا۔وہ تھے:

سرولیم میری ویدر (کراچی میں آج بھی ایک گھنٹہ گھر کا نام " میری ویدر ٹاور ہے") کرنل فیری (پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، جیکب آباد، جو سرحدوں کی حفاظت پر مامور تھے) اور کپتان سنڈیمن (ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان)

اس دور میں بلوچستان کے حوالے سے سنڈیمن اور کرنل فیری کے نام سرفہرست تھے۔

ہیریسن (قلات میں ریذیڈنٹ) کا نام گاہے بگاہے آتا تھا۔

مترجم نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر جملے کا ترجمہ ہو جائے مگر جہاں مطلب خبط ہوتا نظر آیا ہے۔ وہاں اس نے آزاد ترجمہ کر دیا ہے۔ انگریزی تحریر میں جملے اتنے لمبے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے طبعیت بوجھل ہو جائے اور مطلب اپنی جگہ خبط۔ مترجم نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ قاری کے ذہن پر کم سے کم بوجھ پڑے۔ یہ کتاب انیسویں صدی کے بلوچستان کا نقشہ ہی پیش نہیں کرتی بلکہ انگریزوں کی حکمت عملی کو بھی واضح کرتی ہے۔

سرزمین بلوچستان

مصنف: اے ڈبلیو، ہیوگز، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز زونکی رام روڈ کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: بے نظیر انٹرپرائیزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء کل صفحات ۴۰۰[۴]

اصل کتاب "دی کنٹری آف بلوچستان" کی اول اشاعت ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ یہ آٹھ ابواب، تین ضمیموں اور دیباچے پر مبنی ہے۔ ترجمے میں عرض ناشر، انتساب اور پیش لفظ کا اضافہ ہوا ہے۔

بلوچستان پر موجودہ تحقیق ۱۸۱۰ء میں لیفٹیننٹ (بعدہ سر) ہنری پوٹنگر کے ساتھ شروع ہوئی۔ جب اس نے کیپٹن کرسٹی کی رفاقت و قیادت میں اس کے جنوب (سونمیانی) سے شمال (نوشکی) اور شمال سے مغرب اور جنوب مغرب کی طرف سفر کیا۔

نتیجتاً یہ عالموں، فاضلوں اور سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنا۔ چنانچہ متعدد انگریز محققین نے اس کا ارضی، نباتاتی، حیواناتی، جغرافیائی، سیاسی، سماجی، لسانی اور ثقافتی مطالعہ شروع کیا۔

اے۔ ڈبلیو۔ ہیوگز نے دو تہائی صدی کے انہی مشاہدات و تجربات کو اپنے مطالعے کی روشنی میں یکجا کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب ۱۸۷۵ء تک بلوچستان پر کی جانے والی انگریزی تحقیق کا حاصل اور آئینہ ہے اور اسی میں اس کی اہمیت اور منزلت پنہاں ہے۔

مترجم (جو ایک نامور محقق، تاریخ دان اور ادیب ہیں) نے انگریز وقائع نگار کے مقاصد کو یوں اپنے پیش لفظ میں بیان کیا ہے۔

۱۔ مفتوحہ یا قریب المفتوح یا سرحدی علاقوں کے متعلق ہر قسم کی ارضیاتی، حیواناتی، نباتاتی،

جغرافیائی اور تاریخی معلومات مروجہ علوم کے مطابق ممکنہ حد تک حاصل کرنا۔
۲۔اس سلسلہ میں جو کام پہلے ہو چکا ہو (خواہ وہ مسلمان مصنفین کا ہو یا یورپی مصنفین کا) اس سے استفادہ کرنا اور طویل و برمحل اقتباسات دینا تاکہ وہ محفوظ رہیں۔
۳۔دنیائے علم و دانش میں انگریزوں کے تحقیقی و اکتشافی مقام کو مزید بلند کرنا۔
۴۔برطانوی سامراج کو ٹھوس علمی بنیاد فراہم کرنا۔جس پر یہ اپنی سیاست، پالیسی اور دفاع کو کھڑا کرسکے۔گویا اس کی رہنمائی کرنا۔
۵۔برطانوی سامراج یا فاتحین کا نقطہ نگاہ واضح کرنا اور اس کا جواز پیش کرنا۔
۶۔انفرادی طور پر اپنے ذوق و تجسس کی تسکین کرنا۔
۷۔انسانی علم میں اضافہ کرنا۔

پروفیسر انور رومان نے سے پہلی مرتبہ اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ان کا انداز دلچسپ اور متاثر کن ہے۔وہ اصل کتاب کے مصائب و محاسن پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔اور یوں ان کا ترجمہ انفرادیت کا حامل قرار پاتا ہے۔

پٹھان اور بلوچ

مصنف: ایڈورڈ ای آلیور، **مترجم**: پروفیسر ایم انور رومان، **طابع**: عابد بخاری، **مطبع**: علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، **اشاعتی ادارہ**: نساء ٹریڈرز، پٹیل روڈ، کوئٹہ، ۱۹۸۴ء **کل صفحات**: ۳۸۵[5]

اصل کتاب "اکراس سے بارڈر پٹھان اینڈ بلوچ" کے نام سے ۱۸۹۰ء میں زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔جو دیباچہ (گزشتہ و آئندہ) اور چالیس ابواب پر مشتمل ہے۔ترجمے میں عابد بخاری کی رائے، مترجم کا فکر انگیز انتساب اور پیش لفظ بھی شامل ہیں۔

آلیور نے ابتدائی سات ابواب میں بلوچوں کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچا ہے۔اور پھر شمال مغربی علاقے کا بالتفصیل جائزہ لیا ہے۔

مترجم نے کیا خوب لکھا ہے: مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ میں پٹھان اگر ایک وارفتہ سیلاب کی مانند ہے تو بلوچ اپنی گزرگاہ میں بہنے والی جوئبار ہے۔مترجم نے تعمیری تنقیدی انداز اپناتے

ہوئے کہا ہے۔اگر آلیور سے اس کی لن ترانیاں اور تعصب نمائیاں منہا کر دی جائیں تو اس کی کتاب جغرافیائی، تاریخی اور ثقافتی معلومات کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔لیکن غالباً اس کا طغرائے امتیاز زیر بحث علاقوں کا مکمل حربیاتی مطالعہ ہے۔مشکل سے مشکل خطوں، گھاٹیوں اور وادیوں میں پہنچنے کے راستوں کا بہت خوب جائزہ لیا گیا ہے اور مواصلات کو بہتر بنانے کے ذرائع بھی زیر غور لائے گئے ہیں۔ترجمہ۔رواں دواں اور جاذب توجہ ہے۔

وسط ایشیا میں روس کے عزائم

مصنف: جوزف پوپوسکی، مترجم: نذیر حق، نظر ثانی: پروفیسر سعید احمد رفیق، طابع: عابد بخاری، مطبع: علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، جناح کلاتھ مارکیٹ کوئٹہ، ۱۹۸۰ء کل صفحات ۲۳۸[6]

اصل کتاب "دی رائیول پاورز ان سنٹرل ایشیا" جرمن مصنف جوزف پوپوسکی نے جرمن زبان میں انیسویں صدی میں لکھی اور ۱۸۹۳ء میں طبع ہوئی۔انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ آرتھر بیرنگ براینٹ نے کیا اور انڈیا آفس کے شعبہ جغرافیہ کے انچارج چارلس ای۔ڈی بلیک نے مدیر کی حیثیت سے اس کی نوک پلک کو درست کیا۔

کتاب دیباچہ، پیش لفظ از مدیر اور پانچ ابواب پر مبنی ہے۔ترجمے میں عابد بخاری کی رائے اور عرض مترجم از نذیر حق اور سعید احمد رفیق کا اضافہ ہوا ہے۔اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب بہت دلچسپ اور معلوماتی ہے صائب الرائے پاکستانیوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے اس میں اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں وسط ایشیا میں روس اور برطانیہ کی کشمکش، اس علاقے پر روسی قبضہ کے طریق کار، برصغیر کے متعلق روس کے عزائم، ایران، افغانستان اور دوسری مسلم ریاستوں سے روس کے سلوک پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔اس کتاب کی افادیت سے انکار نہیں۔ویسے یہ خالص برطانوی نقطہ نظر سے تحریر کردہ ہے۔اور اس کے مندرجات سے پوری طرح اتفاق ممکن نہیں۔

مترجم نے اسمائے معرفہ کی تصحیح کا خاص اہتمام کیا ہے۔جو قابل توصیف ہے۔بقول سعید

احمد رفیق : "وسط ایشیا میں روس کے عزائم" باوجود ترجمہ ہونے کے کسی صورت سے بھی اصل جرمن کتاب اور اس کے انگریزی ترجمے سے کم قدر و قیمت کی مالک نہیں"۔

بلوچ قبائل

مصنف: ایم لونگ ورتھ ڈیمز، مترجم: کامل القادری، طابع: عابد بخاری، مطبع: علی پرنٹرز، پیسہ اخبار لاہور، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، پٹیل روڈ، کوئٹہ، طبع دوم ۱۹۸۳ء کل صفحات: ۱۳۰

یہ ڈیمز کی مشہور کتاب "دی بلوچ ریس" کا ترجمہ ہے۔جو پہلی بار ۱۹۶۱ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا تھا۔ اصل کتاب کی اول اشاعت ۱۹۰۴ء میں ہوئی۔ ترجمہ پہلے پہل ۱۹۵۰ء میں "بلوچی دنیا" ملتان کے خاص نمبر میں چھپا تھا۔ موجودہ نظر ثانی ترجمے میں عرض ناشر اور کامل صاحب کا مقدمہ بھی شامل ہے۔ مسٹر ڈیمز کی تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ بلوچ نہ عرب ہیں، نہ منگول اور نہ ترک بلکہ ایرانی ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے علم بشر پیمائی، بلوچی زبان، فارسی تحریرات اور عربی تحقیقات و مشاہدات سے استفادہ بھی کیا ہے۔

آخر میں دو ضمیمے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ضمیمہ اول پرانی نظموں میں مذکور قبائل سے متعلق ہے اور ضمیمہ دوم میں ان قبائل کا ذکر ہے جو موجودہ دور میں تمنات میں منقسم ہیں۔ ترجمہ صاحب تصنیف کی تحریر کے بالکل قریب رہ کر کیا گیا ہے۔

روسائے با اختیار و حامی خاندان

مصنف: کرنل چارلس میسن، مترجم: اے ایس شاہ، طابع: عابد بخاری، مطبع: بے نظیر انٹرپرائزز زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: مسٹر ریپرنٹس، حاجی فتح خان مارکیٹ، جناح روڈ، کوئٹہ، ۸۷-۱۹۸۶ء، کل صفحات حصہ اول و حصہ دوم: ۶۴۷

یہ کتاب کرنل چارلس میسن نے انیسویں صدی کے آخر میں تحریر کی تھی۔ اس نایاب دستاویز کا اردو ترجمہ پہلی بار چھپا ہے۔

حصہ اول کے مندرجات میں شامل ہیں:

(ا) ریاست ہائے زیر نگرانی حکومت پنجاب:

ریاست بہاولپور، ریاست مالیر کوٹلہ، ریاست پاٹو ی، ریاست لوہارو، ریاست وجانہ

(ب) قسمت ہائے زیر نگرانی حکومت پنجاب

قسمت ہلی: ضلع ہلی، ضلع گڑگانواں، ضلع کرنال۔

قسمت جالندھر: ضلع لدھیانہ، ضلع فیروز پور، ضلع کانگڑہ

قسمت پشاور: ضلع ہزارہ، ضلع پشاور، ضلع کوہاٹ

قسمت ڈیرہ جات: ضلع بنوں

حصہ دوم کے مندرجات درج ذیل ہیں:

قسمت ڈیرہ جات: ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع مظفر گڑھ

قسمت لاہور: ضلع گورداسپور، ضلع منٹگمری، ضلع جھنگ، ضلع ملتان

قسمت راولپنڈی: ضلع گوجرانوالہ، ضلع گجرات، ضلع جہلم، ضلع شاہ پور، ضلع راولپنڈی

بقول ناشر: "اپنے ماضی میں جھانکنے کی تمنا ہمیشہ سے انسان کی فطری خواہش رہی ہے اور اس کتاب کی اشاعت اسی خواہش کا حصہ ہے"۔

اس میں انگریز مصنف نے ایک جانب اپنے منظور نظر اور "کارآمد" افراد کا ذکر کیا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کے کردار پر روشنی ڈالی ہے جنہوں نے بقول مصنف "ان کی کوئی خدمت نہیں کی"۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے۔

بلوچستان کے قبائل

(ضلعی گزیٹیئر سے انتخاب) مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز زونکی رام روڈ، کوئٹہ اشاعتی ادارہ: بے نظیر انٹرپرائیزز، زرغون روڈ کوئٹہ ۸۷-۱۹۸۶ء، کل صفحات: حصہ اول، ۴۱۷، حصہ دوم ۴۱۳[۹]۔

۱۹۸۹ء میں دونوں حصوں کو اکٹھا شائع کیا گیا۔ مطبع، بے نظیر انٹرپرائیزز، زرغون روڈ کوئٹہ: اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، پٹیل روڈ، کوئٹہ۔

ڈسٹرکٹ گزیٹئیرز بلوچستان ۱۹۰۶-۷ء میں طبع ہوئے تھے۔ دی گزیٹئیر آف بلوچستان دوبارہ ۱۹۸۶ء میں حکومت بلوچستان نے شائع کرائے۔ ۱۹۷۹ء میں گزیٹئیر کے جغرافیائی، تاریخی، ثقافتی، سماجی اور قبائلی کوائف کو "بلوچستان تھرو دی ایجز" کی دو جلدوں میں سمو دیا گیا۔ ان کا ترجمہ "بلوچستان کے قبائل" کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔ پہلا حصہ سات ابواب (۱۔ ضلع کوئٹہ، پشین۔ ۲۔ ضلع ژوب۔ ۳۔ ضلع ساراوان۔ ۴۔ ضلع کچھی۔ ۵۔ بولان۔ ۶۔ ضلع جھالا وان۔ ۷۔ ضلع لس بیلہ) پر مبنی ہے۔

دوسرے حصے میں چھ ابواب (۱۔ لورالائی۔ ۲۔ مری بگٹی علاقہ۔ ۳۔ چاغی۔ ۵۔ خاران۔ ۶۔ مکران) ہیں۔ ویسے ستاسی سال میں بلوچستان کی انتظامی تقسیم میں اچھا خاصا فرق پڑ چکا ہے۔ اب چھ ڈویژن اور چھبیس اضلاع ہیں۔ ترجمے میں مترجم کا انتساب (جو بڑا انوکھا ہے) اور تعارفی کلمات شامل ہیں۔

ہر ضلع کے لیے کم و بیش جو اسلوب اپنایا گیا ہے۔ اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے: نسلیاتی تاریخ، گنجانیت، مہمات و قصبات، مہمات کی نوعیت، افزائش آبادی، ہجرت اندرون و بیرون، پیدائش و اموات، اصناف، شادی شدگان اور غیر شادی شدگان کے اعداد، شادی کے رسم و رواج، عورت کا درجہ اور حق جائداد، زبان، نسلیں قبیلہ اور گروہ، قبائل کا بیان، جسمانی و ذہنی خصائص، مذہب، پیشے، معاشرتی زندگی، خوراک، پوشاک، رہائش گاہیں، تجہیز و تکفین، تفریحات و تقریبات، مزارات، نام اور القاب، ضابطہ اخلاق، طریقہ انتقام اور خون بہا۔

گزیٹئیر کا مطالعہ ہر اعتبار سے دلچسپی کا موجب ہے۔ اس میں یہاں کے لوگوں کے بارے میں ہر نوع کی اچھی خاصی معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔ بلوچستان ایک رنگا رنگ قسم کا علاقہ ہے۔ جبھی تو بنی نوع انسان سماجی تنظیم کے جتنے ادوار سے گزری ہے۔ وہ سب آج بھی یہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔ جاٹ، ارائیں اور گجر، سندھ، پنجاب بلکہ سرحد میں بھی جدا جدا تنظیمیں ہیں اور وہاں یہ عددی اعتبار سے بھی بہت مضبوط ہیں اور تہذیبی اثرات میں بھی مالا مال مگر بلوچستان میں یہ سب اور سب سے دوسرے ناشائستہ عناصر جاٹ کی عمومی اصطلاح کے تحت بیان کیے گئے ہیں اور اس طرح بلوچستان کی سب سے بڑی سیاسی اور سماجی گتھی بن گئے ہیں۔

مترجم نے بلوچستان کی فی الحال نامکمل شخصیت کے بارے میں تحریر کیا ہے: اس میں پشتون علاقوں کا احترام فرد، براہوئی اور بلوچ قبائلی علاقوں کا احترام مہمان اور کچھی اور مکران کا احترام مستورات نہ صرف قابل قدر ہیں بلکہ کسی بھی معاشرے اور ملک کے لیے باعث فخر ہیں۔ لیکن یہ تینوں صفات پورے صوبہ کی اشد اور یکساں ضرورت ہیں۔

مترجم نے مزید لکھا ہے: سماجی مراتب کی از سر نو درجہ بندی بھی فوری طور پر درکار ہے۔ مصنوعی اور کھوکھلی برتری کا طلسم قدرتی عوامل کے تحت زود یا بدیر ٹوٹنا ناگزیر ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ اسے شعوری طور پر ٹھوس اور عملی بنیادوں پر استوار کیا جائے اور دستکاری، دست کار، ہنر مند اور کاسب کو موجودہ سے بدرجہا بلند درجہ دیا جائے کہ یہی آفاقی و انسانی تقاضا ہے!

پروفیسر انور رومان نے ہر دو حصوں کے ترجمے بہت سی روشن امیدوں، مشتاق تمناؤں اور مضطر دعاؤں کے ساتھ پیش کیے ہیں۔

بلوچستان اور سیستان کے خدوخال

مصنف: جی پی ٹیٹ بمعہ تعارف از کرنل سرائے ہنری میکموہن مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری۔ مطبع: علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، پٹیل روڈ کوئٹہ، ۱۹۸۴ء، کل صفحات: ۲۰۸[۱۰]

اصل کتاب "فرنٹئیرز آف بلوچستان" کے نام سے ۱۹۰۹ء میں چھپی۔ یہ چودہ ابواب، تعارف (اے ہنری میکموہن) اور دیباچہ (ٹیٹ) پر مشتمل ہے۔ ترجمے میں عابد بخاری کی رائے، مترجم کا انتساب اور پیش لفظ بھی شامل ہیں۔

صحرائے بلوچستان اور صحرائے سیستان کیسے اور کہاں ہیں؟ ان کے جغرافیائی کوائف کیا ہیں؟ ان کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟ ٹیٹ نے ان سوالوں کا جواب بھی دیا ہے لیکن اس سے زیادہ اس نے ان علاقوں کی ایک مکمل اور مربوط تصویر کھینچی ہے۔ چوکڑیاں بھرتے ہوئے غزال اور پھرتیلے شکاری کتے، بلبلاتے ہوئے اونٹ اور دیوانے بھیڑیئے، نغمہ سرا چنڈول اور سیاہ چمکدار پہاڑی کوے، تمرس کے درخت اور ہلقلی کی جھاڑیاں، نے زار اور مرغزار، کوہ پلنگان، نیزہ سلطان، روضہ بی بی

دوست، آثار و مقابر، صبح و شام کے مناظر، باد صد و بست روز، متلون مزاج ہلمند اور جھیل سیستان، کوشک دختر اور ملک زادی، فاقہ کش قبائلی اور تصنع میں ڈوبے ہوئے بدمست امراء۔ یہ سب اس تصویر میں اجاگر ہوئے ہیں! یہ سب کچھ آپ بیتی کے رنگ میں بیان ہوا ہے۔ مصنف چاق وچوبند اور عقاب چشم ٹیٹ ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ پروفیسر انور رومان نے حسب معمول قلم برداشتہ اور نہایت دلآویز انداز میں کیا ہے۔

سیستان

مصنف: جی پی ٹیٹ، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز زونکی رام روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: بے نظیر انٹرپرائزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، ۱۹۸۵ء کل صفحات: ۵۵۸" ۔

اصل کتاب " سیستان ۔اے میمائر آن دی ہسٹری، ٹوپوگرافی، روئنز اینڈ پیپل آف دی کنٹری " ۱۹۱۰ء میں زیور طباعت سے مزین ہوئی ۔اس میں سیستان کی تاریخ، جغرافیائی خدوخال، آثار قدیمہ اور باشندوں کا تذکرہ ہے ۔ٹیٹ کا دیباچہ بھی ہے ۔ترجمے میں انتساب اور مقدمہ از مترجم کا اضافہ ہے ۔

پہلا حصہ (صفحہ ۲۵۲ تک) سیستان کی تاریخ اور جغرافیائی خدوخال پر مشتمل ہے ۔دوسرا حصہ (۲۵۳ تا ۵۲۳) سیستان کے آثار قدیمہ اور باشندوں کے احوال پر مشتمل ہے ۔ صفحہ ۵۲۴ سے ۵۵۸ تک چار ضمیمے (۱۔سیستان کے اضلاع کنگ وچکانسر کی آبادی کا خلاصہ، افغان علاقہ ۵۔۱۹۰۴، ۲۔ بلوچ اور براہوی ۔۳۔تواجیک بخارا ۔۴۔عراق وشام کے جاٹ) موجود ہیں ۔

انسان اور دریا کی کشمکش اس کتاب کا خاص موضوع ہے ۔چونکہ بلوچستان اور سیستان ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ان کے طبعی خدوخال بھی جزوی اختلافات کے باوجود ایک جیسے ہیں ۔ لہذا ان میں آباد قدیم وموجود انسانی جمعیتیں بھی ایک ہی ہیں یعنی تاجیک، بلوچ، جاٹ وغیرہ ۔

مترجم کے خیال کے مطابق کتاب کا " سیستان کے آثار قدیمہ " والا حصہ کتاب کی جان اور

حاصل ہے ۔ گو بقیہ حصے بھی اپنی اپنی جگہ بے حد اہم اور معلومات افزا ہیں ۔ تاہم یہی حصہ اسے زندہ جاوید کر دینے کے لیے کافی تھا ۔ اس لیے کہ اس نے بمصداق "عجم زندہ کردم بدین پارسی" (فردوسی) سیستان باستان کو زندہ کر دیا ۔

یہ کتاب بلوچستان اور بلوچوں پر بھی روشنی ڈالتی ہے اور بلوچستانیات میں ایک گرانقدر اضافہ ہے ۔ ترجمے پر اصل کا گمان ہوتا ہے ۔

بلوچستان کے سرحدی چھاپہ مار

مصنف: بریگیڈیئر جنرل آر، ای، ایچ، ڈائر، سی، بی ۔ مترجم: میر گل خان نصیر، طابع: عابد بخاری، مطبع : ریناآرٹ پریس لاہور، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، ۷ جناح کلاتھ مارکیٹ، کوئٹہ، ۱۹۷۹ء کل صفحات ۲۶۹ ۔[۱۲]

اصل کتاب "ریڈرز آف دی سرحد" ۱۹۲۱ء میں لندن میں چھپ کر شائع ہوئی ۔ یہ بارہ ابواب انگریزی متن کے پبلشر کا نوٹ اور تمہید (مصنف) پر مشتمل ہے ۔ ترجمے میں عرض ناشر اور ایک جائزہ از مترجم کا اضافہ ہوا ہے ۔ یہ وہی بریگیڈیئر جنرل آر، ای، ایچ ڈائر ہے ۔ جس نے امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں خون کی ہولی کھیلی تھی ۔

جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ء) کے دوران حکومت ہند کی جانب سے ۱۹۱۶ء میں جنرل ڈائر کو بلوچستان کی شمال مغربی سرحد پر وہاں کے بلوچ قبائل کے خلاف ایک مہم سر کرنے کو بھیجا گیا ۔ یہ اس مہم کی ایک ایسی روئداد ہے جو نہ صرف ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے بلکہ بعض ایسے سیاسی و جغرافیائی عوامل کی بھی مظہر ہے ۔ جن پر اب تک تاریخ کی روشنی نہیں پڑی ہے ۔ اس حیرت انگیز روز نامچے میں اس دور کا ذکر ہے جب جرمن ایجنٹ فارس (ایران) سے ہو کر بلوچستان کے اس شمال مغربی گوشے سے (جو سرحد کے نام سے مشہور ہے اور آج کل مملکت ایران میں شامل ہے) افغانستان اور پھر وہاں سے ہندوستان میں داخل ہوا کرتے تھے ۔

"سرحدی چھاپہ مار" اگرچہ ۱۹۱۶ء میں اس علاقے میں پیش آمدہ حالات و واقعات پر روشنی ڈالتی

ہے۔ تاہم آج کی بین الاقوامی سیاست کی روشنی میں بھی غور کیا جائے تو اس کی افادیت اور وقعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ترجمے کی زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ میر گل خان نصیر نے بھرپور کوشش کی ہے کہ ترجمے کی عبارت میں سقم نہ آئے اور نفس مضمون بھی بے کم و کاست ادا ہو سکے۔

شمال مغربی پاکستان اور برطانوی سامراج

مصنف: لیفٹیننٹ جنرل سرجارج میکمن، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری۔ مطبع: علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، اشاعتی ادارہ: قسماء ٹریڈرز، ۷ جناح کلاتھ مارکیٹ، کوئٹہ، ۱۹۷۹ء کل صفحات: ۳۴[۱۳]۔

اصل کتاب "رومانس آف دی انڈین فرنٹیرز" کی اول اشاعت ۱۹۲۸ء میں ہوئی۔ یہ بارہ ابواب اور حرف آخر پر مشتمل ہے۔ ترجمے میں عابد بخاری کی رائے، مترجم کا دل دوز انتساب اور مقدمہ کا اضافہ ہوا ہے۔

شمال مغربی سرحد کیا ہے؟ یہ کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ یہ کب وجود میں آئی؟ اس کے کوہ و میدان کیسے ہیں؟ اس کے قدیم و موجود باشندے کون ہیں؟ قدرت اور تاریخ نے اس پر کیا اثرات مرتب کیے؟ خود اس سرحد نے تاریخ اقوام و ملل کو کس حد تک متاثر کیا؟ یہ اور اسی طرح کے متعدد سوالات کے جوابات اس کتاب میں ملیں گے۔

سرجارج میکمن نے پہلی بار دنیا کی اس تاریخ ساز اور انقلاب آفرین سرحد کو ایک جغرافیائی اکائی اور ایک جداگانہ وجود کی صورت سے دیکھا۔ جس کی لمبائی قریباً بارہ سو میل ہے۔ ہمیں چین، روس، افغانستان اور ایران سے ملاتی ہے۔ اور اس کا پھیلاؤ کوہ ہمالیہ اور کوہ سلیمان کے ہزاروں میل رقبے پر ہے۔ مترجم نے کتاب کے باب چہارم کی تعریف کی ہے۔ جس میں "باغ گمشدہ" کا ذکر ہے۔ جس میں مصنف نے اپنا وجدانی تاثر پیش کیا ہے جو اس کتاب کی روح ہے۔

مترجم ہمیں اس کتاب کو اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ پڑھنے کا مشورہ دیتے ہوئے ہمیں اپنی خود فراموشی پر جھنجھوڑے بغیر نہیں رہتا۔ میکمن نے جو کچھ لکھا ہے وہ اکثر و بیشتر شنید نہیں بلکہ

دیہ ہے۔اس کو پہلی مرتبہ بڑی خوبصورتی اور روانی سے اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

مشرقی افغانستان کے خانہ بدوش قبائل

مصنف: کیپٹن جے۔اے۔رابنسن، مترجم پروفیسر سعید احمد رفیق، طابع: عابد بخاری، مطبع، علی پرنٹرز، پیسہ اخبار لاہور، اشاعتی ادارہ: نسا، ٹریڈرز، ۷ جناح کلاتھ مارکیٹ کوئٹہ، ۱۹۸۰ء۔ کل صفحات: ۳۹۲ [۱۴]۔

اصل کتاب "نوٹس آن نومڈ ٹرائبز آف ایسٹرن افغانستان" ۱۹۳۴ء میں طبع ہوئی۔ مصنف کے پیش لفظ کے بعد پہلے چار ابواب میں پاوندوں کی مختصر تاریخ، ان کے حالات، عادات، خصائل، مصروفیات اور طرز زندگی کو پیش کیا گیا ہے۔آخر کے چھ ابواب اور ضمیمے یادداشتوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں مختلف قبائل کے حالات کو اشارات کی شکل میں درج کیا ہے۔اور یوں زیادہ سے زیادہ مواد کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔مصنف کی محنت اور عرق ریزی عیاں ہے۔ترجمہ رواں اور سلیس ہے۔

بلوچ قوم کی تاریخ جلد اول وجلد دوم

مصنف: محمد سردار خان بلوچ، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان: طابع عابد بخاری، مطبع علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، جلد دوم، بخاری پرنٹنگ پریس، پیسہ اخبار، لاہور، اشاعتی ادارہ: نسا، ٹریڈرز، ۷ جناح کلاتھ مارکیٹ کوئٹہ، ۱۹۸۰ء کل صفحات: جلد اول وجلد دوم ۷۰۴ [۱۵]

دوسری بار ۱۹۸۹ء میں چھپی۔ مطبع: بے نظیر انٹرپرائیزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: نسا، ٹریڈرز، پٹیل روڈ، کوئٹہ (جلد اول وجلد دوم ایک ساتھ) کل صفحات: ۷۱۵

اصل کتاب "ہسٹری آف بلوچ ریس اینڈ بلوچستان" ۱۹۵۸ء میں طبع ہوئی۔پہلے حصے میں دیباچہ کے بعد چار ابواب (۱۔ بلوچ نسل کا ماخذ، ۲۔ بلوچ نسل کی جہاں گردی، ۳۔ بلوچستان پر بیرونی خاندانوں کا اقتدار، ۴۔خانوادہ خوانین کا قیام) ہیں۔

دوسرے حصے میں باب پنجم سے باب شانزدہم (۵۔ سندھ میران تالپور کے تحت، ۶۔ بلوچستان میں بلوچ براہوئی حکومتوں کے تحت بلوچ معاشرہ و معاشرتی حالات، ۷۔ بلوچ نسل کی علمی و ادبی میراث ۸۔ ریاست لس بیلہ ۹۔ ریاست خاران ۱۰۔ چاغی کے بلوچ ۱۱۔ ملک مکران ۱۲۔ قبائلی علاقہ ۱۳۔ سندھی بلوچ ۱۴۔ ڈیرہ جات کے بلوچ ۱۵۔ ایرانی بلوچستان ۱۶۔ براہوئی) اور ضمیمہ جات ہیں۔

ترجمے میں ناشر کی رائے اور مترجم کا مقدمہ بھی شامل ہے۔

"بلوچ قوم کی تاریخ" کا مطالعہ تاریخی حقائق سے روشناس کراتا ہے اور پاکستان میں بسنے والی مختلف قومیتوں میں باہمی اشتراک اور افہام و تفہیم کی ترویج میں معاونت کا باعث بنتا ہے۔ مصنف کی لگن، کوشش اور انتھک محنت قابل تحسین ہے۔

پیشتر ازیں بلوچ قوم کی تہذیب، تمدن، رسم و رواج، ثقافت اور تاریخ پر مستشرقین اور محققین نے کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں دور حاضر کے اسکالرز لیفٹیننٹ لیچ، سرہنری پوٹنگر، کرنل ڈیز، چارلس میسن، ملا محمد صدیق، اے ڈبلیو ہیوز اور رائے بہادر ہتو رام قابل ذکر ہیں مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان مصنفین کی سامراجی قوتوں سے قریبی وابستگی بلوچ قوم کے تشخص کو صحیح طریقے سے اجاگر کرنے میں آڑے آتی رہی اور اس کمی کو محمد سردار خان بلوچ نے پورا کیا۔

بقول پروفیسر انور رومان: مترجم کا فرض صرف یہ ہے کہ وہ نہایت خلوص اور ایمانداری سے کتاب کے مندرجات و مشمولات قارئین تک پہنچادے اور یوں مصنف کو ایک محدود حلقہ سے نکال کر انبوہ کثیر اور جم غفیر کے سامنے لے آئے تاکہ اس کا نگارخانہ سب کو نظر آسکے۔ مترجم نے بھرپور انداز میں یہ فرض ادا کرنے کی سعی کی ہے۔

کوئٹہ قلات کے براہوئی

مصنف: پروفیسر ایم انور رومان، مترجم: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مطبوعہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۶۴ء کل صفحات: ۸۴ (تقطیع بڑی)[16]، دوسری بار ۱۹۸۷ء میں چھپی، طابع: بشیر اللہ، مطبع: یونائیٹڈ

پرنٹرز، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: قریشی پبلی کیشنز، چوک مشن روڈ، کوئٹہ، کل صفحات ۱۹۵

اصل کتاب " دی براہوئیز آف کوئٹہ قلات " پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی نے ۱۹۶۰ء میں چھاپی۔ دوسرے ایڈیشن میں مصنف نے اردو میں اضافے بھی کیے ہیں۔

انگریزی دور کے بلوچستان کے ساتھ ابتدائی تعلقات سے لے کر اس دور کی انتہا تک جو کچھ یورپی علماء و فضلا نے براہوئیوں کے متعلق تحریر کیا ہے، اسے مصنف نے اپنے مطالعے، مشاہدات کی روشنی میں پرکھا ہے۔ اور پھر وہ اصول دریافت کرنے کی کوشش کی ہے جو براہوئی ہیئت اجتماعیہ میں برسرکار تھے۔ یہ اصول مصنف کے مطابق مندرجہ ذیل تھے:۔

وطن، یعنی سرزمین قلات سے وفاداری، براہوئی زبان و تمدن سے وفاداری، براہوئی دستور سے وفاداری اور براہوئی جنگ و دفاع میں بھرپور شرکت۔

مسرور زمان میں براہوئی اسٹیٹ کی توسیع کے ساتھ ان اصولوں میں جو ترمیم ہوئی وہ بھی مصنف نے اجاگر کر دی ہے۔ اس کے بعد براہوئی تاریخ کا جائزہ لے کر ان نظریات کو واضح کیا گیا ہے جو براہوئیوں کے مافی الضمیر میں نہاں ہیں۔

مصنف کے خیال میں براہوئیت کا سیاسی نقطہ نظر لچک اور وسعت پسندی انہیں ایک جمہوری نظام کا اہل بناتے ہیں۔ ان کی مثالیت انہیں طبقۂ انسانیت کا اہم حصہ ہونے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اپنی سرزمین سے لگاؤ کے جذبے کی بدولت ربط ملی کی لذت سے آشنا ہوتے ہیں اور یوں براہوئیت ہمارے قومی آدرش سے ہم آہنگ ہو کر اس کی پیش رفت کیلئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دوسرے ایڈیشن کے ترجمے میں مترجم نے انتساب اور شروعات کا اضافہ کیا ہے۔ مصنف نے بھی دیباچہ دوم اور اضافیہ شامل کیے ہیں ویسے مندرجات درج ذیل ہیں۔

۱۔ تعارف ۔ ۲۔ آبادی ۔ ۳۔ سماجی و سیاسی نظام ۔ ۴۔ براہوئیوں کا ماخذ ۔ ۵۔ براہوئی زبان ۔ ۶۔ براہوئی ادب ۔ ۷۔ شاعری ۔ ۸۔ براہوئی تاریخ ۔ ۹۔ اختتامیہ ۔ ۱۰۔ کتابیات

پختون ولی (پٹھان ضابطہ)

مصنف: جیمز۔ ڈبلیو سپین، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان طابع: سید عابد بخاری، مطبع: بے نظیر انٹر

پرائزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: مسٹر پرنٹس، ۱۷۔حاجی فتح خان مارکیٹ، جناح روڈ کوئٹہ ۱۹۸۷ء کل صفحات: ۳۱۷[17]

اصل کتاب " دی وے آف دی پٹھانز" ۱۹۶۲ء میں لکھی گئی۔ مصنف نے پہلا دیباچہ ۱۹۶۲ء میں اور دوسرا ۱۹۷۱ء میں طبع ثانی کے موقع پر تحریر کیا۔ اس میں انتساب کے علاوہ سترہ ابواب (۱۔ پٹھان اور میں ۔ ۲۔ پٹھان سر ۔ ۳۔ تاریخ اور افسانہ ۔ ۴۔ پشاور ۔ ۵۔ پختون ولی ۔ ۶۔ دروں کے پاسبان ۔ ۷۔ مالاکنڈ سے پرے ۔ ۸۔ یوسفزئی ۔ ۹۔ مہمند اور محمد زئی ۔ ۱۰۔ کرم اور کوہاٹ ۔ ۱۱۔ صاحب سیف و قلم ۔ ۱۲۔ عظیم ہجرت ۔ ۱۳۔ وزیرستان، تاریک اور خونین سرزمین ۔ ۱۴۔ زن ۔ ۱۵۔ پاکستان کے بعد ترقی ۔ ۱۶۔ افغان کشمکش ۔ ۱۷۔ کل کا پٹھان) ہیں ۔ ترجمے میں عرضِ ناشر، مترجم کا انوکھے انداز کا انتساب اور پیش لفظ کا اضافہ ہوا ہے۔

مترجم نے کتاب کا نچوڑ یوں بیان کیا ہے۔ مجھے اس موضوع پر انگریزوں کی اکثر تحریر کردہ کتب کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ غالباً پہلی کتاب ہے (مضامین کی بات نہیں) جو میں نے ایک امریکی کے قلم کی لکھی ہوئی پڑھی ہے۔ انگریزوں کی کتب اور اس کتاب میں ایک بنیادی فرق ہے ۔ انگریزوں کی کتب اکثر و بیشتر ان کی اپنی جیوسٹریٹجی اور سامراجی نقطہ نظر سے لکھی گئیں جبکہ یہ کتاب زیادہ تر پشتون شناسی کا ثمرہ ہے۔

دیباچہ طبع ثانی (۱۹۷۱ء) میں مصنف نے لکھا ہے کہ یہ لوگوں اور حق القدور ان کی زندگی اور فکر کے سوتوں کے متعلق تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اب بھی بدستور موجود ہیں۔ جن احباب سے میں بیس سال پہلے ملا تھا۔ ان کے بیٹے اور پوتے اب بھی انہی روایات، اسی انفرادیت اور اسی کشش کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ پختون ولی زندہ و تابندہ ہے اور میں اس کے لیے ممنون ہوں۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ پٹھانوں پر متعدد انگریزی کتب کے باوجود یہ ان پر پہلی کتاب ہے غالباً اس لیے کہ اس کا انداز بہت دلچسپ، بے تکلفانہ، اچھوتا، غیر ملوث، موضوع پر مرکوز اور دل بہ دل ہے۔

پروفیسر انور رومان نے بھی ترجمہ میں اپنی بھرپور صلاحیت، لیاقت اور تجربے کا مظاہرہ کیا ہے۔ امید ہے کہ پاکستانی اور دنیا بھر کے اردو قارئین اس ترجمے سے بہرہ ور ہوں گے۔

چاکر اعظم

مصنف: سردار خان گشکوری، مترجم: عبدالغفار ندیم، طابع: ایم۔ایم۔ٹریڈرز، کوئٹہ، مطبع: علی پرنٹرز ۱۹۸۸ء کل صفحات: ۲۲۷ [۱۸]

اصل کتاب "دی گریٹ بلوچ" کے نام سے ۱۹۶۷ء میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ نے شائع کی۔ کتاب تین ابواب (۱۔بابل سے بلوچستان تک۔۲۔بلوچ نسل کا کردار۔۳۔بلوچ اعظم) پر مبنی ہے ترجمے میں عرض مترجم کا اضافہ ہوا ہے۔

پہلے باب میں مصنف نے بہت دقت نظر سے یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ بلوچ قدیم ترین سامی ہیں اور پھر بابل سے لے کر بلوچستان (پندرھویں صدی عیسوی) تک ان کی زندگی کے مختلف ادوار، اقتدار وانحطاط، آبادی وبربادی وغیرہ پر کافی روشنی ڈالی ہے۔

دوسرے باب میں بلوچ کردار کی صفات جیسے مہمان نوازی، سخاوت، جانبازی، جذبہ انتقام، نظریہ وقار، پناہ گزین کی حفاظت وغیرہ کو دلآویز طریقے سے بیان کیا ہے۔

تیسرے باب میں میر چاکر خان رند (دی گریٹ بلوچ ۱۵۵۱۔۱۴۵۴ء) کا تذکرہ ہے۔ میر چاکر خان نے نہ صرف رندوں کو منظم کیا۔ نہ صرف لاشاریوں کے ساتھ اپنے تعلقات ہموار وخوشگوار رکھنے کی کوشش کی بلکہ مکران سے پانچ چھ لاکھ بلوچوں کے انخلاء کو کامیاب طور پر منظم کیا۔ اور انہیں بلوچستان، سندھ، پنجاب حتیٰ کہ دہلی تک پھیلا دیا۔ افسوس کہ رند اور لاشار کی خانہ جنگی کی وجہ سے وہ اپنی صفات بحیثیت منتظم زیادہ ظاہر نہ کرسکا۔ تاہم اس کا انداز حیات وسلطنت ایسا تھا کہ نہ صرف وہ خود بے حد ہر دل عزیز اور مقبول عام رہا اور رہے گا بلکہ اس کے اخلاق عالیہ کی وجہ سے لفظ رند بلوچوں میں عظمت، خاندانی شرافت اور بزرگی کا مترادف بن گیا اور ہر بلوچ خواہ وہ رند ہو یا غیر رند۔ رندوں پر فخر کرنے لگا۔

"چاکر اعظم" (دی گریٹ بلوچ) مجموعی طور پر بہت کامیاب ہے اور بلوچ فہمی اور بلوچ شناسی کے سلسلے میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے۔ اردو ترجمہ کے باعث زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں گے۔

از منۂ بلوچ تاریخ اور روایات

مصنف: میر خدا بخش بجارانی، مری بلوچ، مترجم: ذکا اللہ خان لودھی، ناشر: میر خدا بخش اپر فلور، سعید منزل، سرکلر روڈ کوئٹہ، ملنے کا پتہ: قلات پبلشرز، مستونگ برانچ، قلات پبلشرز، رستم جی لین، جناح روڈ کوئٹہ، ۱۹۶۴ء کل صفحات ۱۰۵ (میگزین سائز)[۱۹]

میر خدا بخش مری نے پہلے باب میں تاریخ کے سیاق و سباق میں عظیم ترین بلوچ شخصیتوں جیسے میر چاکر، میر بجار، میر بیورغ، میر نور بندغ، میر گوہرام وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

دوسرے باب میں مصنف نے بلوچوں کے ماخذ پر تحقیق کی ہے۔ انہوں نے روایتی بلوچ نظم "دپتر شتر" اور شاہنامہ فردوسی کی روشنی میں اس مسئلے پر غور کیا ہے۔

تیسرے باب میں ابو جعفر بن جریر الطبری اور مسکویہ نے بلوچوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، بیان کیا گیا ہے۔

چوتھے باب میں ابن حوقل کے مشاہدات بیان ہوئے ہیں۔

پانچویں باب میں مکران کا حال عرب جغرافیہ دانوں اور تاریخ نگاروں سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے۔ مصنف نے اسی باب میں نہایت محنت سے موجودہ شمال مغربی سرحد سے لے کر دلی تک ان کی آبادی کے ضلع وار اعداد و شمار دیے ہیں۔ اسی باب میں ہمایوں کی بحالی میں بلوچ کردار اور رندوں اور دودائیوں کی جنگ پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں ان کی سیرت و کردار پر اہل یورپ کی آراء جمع کی گئی ہیں۔ اس کے بعد بلوچی ادب، خصوصاً شعری ادب پر ایک مختصر باب لکھا گیا ہے اور ان جدید اثرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پہلی جنگ عظیم کے بعد بلوچی ادب پر پڑ رہے ہیں۔

مرد صحرائی پر ایک مختصر سے مضمون میں بلوچوں کی قبائلی تنظیم، ان کے لباس اور معیار وغیرہ پر تبصرہ ہے۔ آخر میں ماخذ کی فہرست دی گئی ہے۔ ترجمہ رواں اور سلیس ہے

بلوچستان تاریخ کے آئینے میں

مصنف: جسٹس میر خدا بخش بجارانی مری، مترجم: پروفیسر سعید احمد رفیق، طابع: عابد بخاری مطبع:

بے نظیر انٹرپرائزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، پٹیل روڈ، کوئٹہ، ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۹ء، کل صفحات: ۵۹۰ [۲۰]

۱۹۸۰ء میں یہ کتاب حصہ اول (۳۰۴ صفحات) حصہ دوم (۲۸۶ صفحات) کی صورت میں علی پرنٹرز پیسہ اخبار، لاہور سے طبع ہوئی تھی۔

اصل کتاب "سرچ لائٹ آن بلوچز اینڈ بلوچستان" ۱۹۷۴ء میں چھپی اس میں انتساب، پیش لفظ، دیباچہ متعلق بہ اردو ترجمہ اور چھبیس ابواب اور کتابیات ہیں۔ ترجمے میں ناشر کی رائے اور عرض مترجم بھی شامل ہیں۔

اس کتاب میں بلوچ کون ہیں؟ ان کا حسب نسب کیا ہے؟ ان کا اصل وطن کون سا تھا؟ انہوں نے تاریخ عالم میں کیا اہم کردار ادا کیا؟ بلوچوں نے کب اور کہاں اسلام قبول کیا؟ یہ بلوچستان میں کب آئے اور کب یہاں مستقل سکونت اختیار کی؟ تاریخ ہند میں مسلمانوں کے عہد میں انہوں نے کیا کردار ادا کیا؟ غیر ملکی طاقتوں، خاص کر انگریزوں سے کس بہادری سے مقابلہ کیا؟ اپنی آزاد مملکت کو قائم رکھنے کے لیے کس طرح اور کتنی عظیم قربانیاں دیں؟ اور بلوچی زبان کا ماخذ کیا ہے۔ یہ کس زبان سے نکلی ہے؟ اس نے ارتقاء کی کون کون سی منازل طے کیں؟ یہ دوسری زبان سے کس طرح متاثر ہوئی اور دوسری زبانوں کو اس نے کس طرح متاثر کیا؟ پر بحث کی گئی ہے

علاوہ ازیں بلوچوں اور بلوچستان کے موجودہ مسائل پر بحث کے ساتھ ساتھ ان کے حل کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ مجموعی طور پر اس کتاب میں پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے باشندوں کے ماضی و حال سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے اور اس سرزمین کے مسائل سے متعلق سیر حاصل مواد ملتا ہے۔

آخر میں کتابیات موجود ہے۔

اس میں مصنف نے انگریزی متن کے علاوہ اردو میں کئی ابواب میں اضافے بھی کرائے ہیں اس طرح اس ترجمہ سے وہ حضرات بھی مزید مستفید ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے انگریزی کتاب کا مطالعہ کر رکھا ہے۔ مترجم نے پوری پوری کوشش کی ہے کہ قاری کو یہ احساس نہ ہو کہ وہ اصل کتاب کا نہیں بلکہ ترجمہ کا مطالعہ کر رہا ہے اس میں وہ کامیاب نظر آتا ہے۔

اخبار الابرار (فارسی)

تاریخ احمد زئی خوانین قلات از آخوند محمد صدیق مع تاریخچہ مرزا علی احمد (فارسی)، مترجم: میر گل خان نصیر، طابع عابد بخاری، مطبع علی پرنٹرز، پیسہ اخبار، لاہور، اشاعتی ادارہ: نساء ٹریڈرز، ۷ جناح ملاتھا مارکیٹ کوئٹہ، ۱۹۸۴ء کل صفحات ۲۲۹

آخوند محمد صدیق اور مرزا احمد علی احمد (فارسی کے مشہور شاعر، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے بلوچستان میں فارسی شاعری از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، کوئٹہ ۱۹۶۸ء، ص ۱۴۹ تا ۱۵۸) کے فارسی روز ناموں کے اصل قلمی نسخوں کا اردو ترجمہ ہے جو ہتو رام کی "تاریخ بلوچستان" (۱۹۰۷ء لاہور) میں چھپے تھے۔ "اخبار الابرار" کے قلمی نسخے، میر نصیر خان احمد زئی اور ڈاکٹر عبدالرحمن براہوئی کے پاس بھی ہیں اس پر مترجم نے جو تاریخ بلوچستان (بار سوئم، کوئٹہ ۱۹۸۶ء) کے مؤلف بھی ہیں۔ بعض اختلافی امور پر حاشیہ آرائی کی ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

اس میں تمام بلوچستان کے حالات و واقعات ہیں جو انگریزوں کی آمد سے پیشتر خوانین قلات کے زیر نگیں تھا۔ علاوہ ازیں ان تعلقات و واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے جو اس دور میں خوانین قلات اور امیران کابل و قندھار کے مابین وقتاً فوقتاً رونما ہوتے تھے۔ ترجمے میں "عرض ناشر" اور مترجم کے "مقدمہ" کا اضافہ بھی شامل ہے۔ عابد بخاری کا کہنا درست ہے کہ پاکستان اور اس کے ہمسایہ اسلامی ممالک کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے مؤرخین، محققین اور مصنفین کے لیے اس میں ایسا نادر اور نایاب مواد موجود ہے جس سے وہ خاطر خواہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ ترجمہ برمحل، رواں، سلیس اور بامحاورہ ہے۔

تاریخ نامۂ ہرات

مصنف: سیف بن محمد بن یعقوب الہروی، مترجم: پروفیسر سلطان الطاف علی، نظر ثانی: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، طابع: رفیع اللہ جان، مطبع: یونائیٹڈ پرنٹرز، زونکی رام روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: یونائیٹڈ پرنٹرز، زونکی رام روڈ کوئٹہ، ۱۹۸۵ء کل صفحات ۸۹۰[۲۲]

اوائل قرن ہفتم ہجری کی اس عظیم تاریخ کو فارسی زبان میں امپیریل لائبریری کلکتہ نے نومبر ۱۹۴۴ء میں طبع کرایا۔ اس سے پیشتر ۱۳۵۲ / ۱۹۳۳ء اور ۱۳۶۲ ہجری / ۱۹۴۳ء میں اس کے دو ایڈیشن چھپ چکے تھے۔ یہ ۱۳۸ فصلوں اور باسمہ تعالیٰ (مقدمہ) پر مبنی ہے۔ ترجمے میں عرض ناشر، دریچہ سخن (ڈاکٹر انعام الحق کوثر) اور آئینہ گفتار (پروفیسر سلطان الطاف علی) کا اضافہ ہوا ہے۔

اس تاریخ سے چنگیز خان اور اس کے پیشروؤں کے حالات و واقعات کے حیران کن گوشے اجاگر ہوتے ہیں۔ ہرات میں غور و خیسار کے معروف خانوادہ کرت کی حکمرانی کے مفصل واقعات قلمبند ہوئے ہیں۔ بلخ و بغداد میں ہلاکو خان سے بادشاہ زادہ ابو سعید تک کے بعض اہم واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ خراسان، فراۃ، اسفرار، مستنگ اور ہرات کے نامور امراء کے کردار و زندگی کے حالات کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے نامور اولیائے عظام اور علمائے کرام کا ذکر خیر سینکڑوں اہم شخصیات و قدیم مقامات کے تذکرے کتاب کی افادیت میں زبردست اضافہ کرتے ہیں۔

اس ترجمے کے باعث نہ صرف اردو زبان میں ایک گرانقدر تاریخ کا اضافہ ہوا ہے بلکہ اردو ادب میں بھی ایک نمایاں کام ہوا ہے۔ قرآن کریم کی مندرج آیت کریمہ، بیسیوں احادیث نبویؐ، عربی و فارسی کے سینکڑوں اشعار کے عام فہم ترجمہ نے اس کتاب کی جاذبیت اور دلچسپی کو بڑھا دیا ہے

پٹھان

مصنف: میجر آر۔ ٹی آئی رجوے، مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: سید عابد بخاری۔ مطبع: بے نظیر انٹرپرائزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ: مسٹر پرنٹس، ۱۷۔ حاجی فتح خان مارکیٹ، جناح روڈ، کوئٹہ۔ ۸۷۔۱۹۸۶ء، کل صفحات ۴۲۶ [۲۳]

اصل کتاب "پٹھانز" کے نام سے پاکستان میں اول اشاعت ۱۹۸۳ء میں ہوئی۔ یہ دیباچہ مؤلف، دس ابواب، تین ضمیموں اور کتابیات پر مشتمل ہے۔ ترجمے میں عرض ناشر اور مترجم کی جانب سے انتساب اور پیش لفظ کا اضافہ ہوا ہے۔

یہ اسی پچاسی سال پہلے کی تالیف ہے جو رجوے نے حکومت ہند کے حکم پر لکھی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ نوجوان فوجی افسرں (جو انگریز یا گورے ہوتے تھے) کے لیے ایسی بنیادی اور عمومی معلومات فراہم کردی جائیں جو مختلف پٹھان قبائل سے بھرتی کے لیے معاون ثابت ہوں۔ بعد میں لپنے ان قبائلی ماتحتوں سے کام لینے، انہیں قابو میں رکھنے، ان سے خوش دلانہ تعاون حاصل کرنے اور بحکم ضرورت ان کے ضروری کوائف معلوم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

اس میں ۱۱۷ قبائل (۹۶ صوبہ سرحد اور ۲۱ بلوچستان) کا ذکر ہے۔ ان قبائل کی تقسیم در تقسیم کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جس سے قبیلہ جیسی پیچیدہ تنظیم، اس کے مدوجزر اور تناظر کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

میجر رجوے کی یہ کتاب سابقہ انگریز سامراج کی ضروریات کے تحت لکھی گئی۔ مصنف اپنی روایتی تنگ نظری اور کور باطنی کو یہاں بھی لگام نہ دے سکا۔ مترجم نے "پیش لفظ" میں اس کے تعصب آگیں رویے پر بجا تنقید کی ہے۔ جو ہمارے بالائی طبقے اور اینگلو کریٹ حضرات کی آنکھیں کھولنے کے لیے ضروری ہے۔ پروفیسر انور رومان کے اردو ترجمہ سے زیادہ سے زیادہ پاکستانی قارئین استفادہ کر سکیں گے۔

سندھ نگر

تاریخ، ثقافت، تہذیب کے آئینے میں (سندھ گزیٹئیر سے انتخاب) مترجم: پروفیسر ایم انور رومان، طابع: عابد بخاری۔ مطبع: بے نظیر انٹرپرائزز، زرغون روڈ، کوئٹہ، اشاعتی ادارہ، نساء ٹریڈرز، کوئٹہ ۱۹۸۹ء، کل صفحات: ۳۹۲[۲۴]

گزیٹئیر سندھ میں سے صوبہ سندھ کی تہذیب، ثقافت، جغرافیہ، تاریخ، آبادی، لوگ اور معروف جگہوں سے متعلق جامع اور مستند معلومات و کوائف کو اردو میں پیش کیا گیا ہے۔ ترجمے میں عرض ناشر کے علاوہ مترجم کا انوکھا سا انتساب اور پیش لفظ بھی شامل ہے۔

پروفیسر انور رومان کا یہ ترجمہ سندھ کی شناخت و دریافت کے ناطے بہت مفید ثابت ہوگا۔

غیر مطبوعہ تراجم جو کوئٹہ میں برائے طباعت ناشرین کے پاس ہیں

۱۔ دی فارورڈ پالیسی، مصنفہ رچرڈ اسحاق بروس، مترجم: ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ طابع: منصور بخاری سیلز اینڈ سروسز، کوئٹہ، ۲۔ سرزمین افغان و بلوچ۔ مصنفہ ایچ۔ جی۔ ریورٹی، مترجم: پروفیسر سعید احمد خالد، نظرثانی: پروفیسر ایم انور رومان، طابع سید عابد بخاری، نساء ٹریڈرز کوئٹہ

" بلوچستان میں تاریخی کتب کے تراجم " کے بارے میں ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا۔ جن اہل قلم نے اس مہم میں شمولیت اختیار کی وہ ہیں:

میر گل خان نصیر، پروفیسر ایم انور رومان، پروفیسر سعید احمد رفیق، سید کامل القادری، ذکا اللہ خان لودھی، نذیر حق، پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی، پروفیسر، محمد رشید لحق، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، اے ایس۔ شاہ، عبدالغفار ندیم، پروفیسر سعید خالد۔

ایک طرف ہمیں مترجم حضرات کی ثابت قدمی، جاں کاہی اور بلند نظری کا پتہ چلتا ہے اور دوسری جانب تراجم کی اشاعت کے سلسلے میں ایک قابل قدر اور قابل تقلید نام سامنے آتا ہے۔ وہ ہے جناب سید عابد بخاری۔ انہوں نے اب تک تراجم کی اشاعت کا اسی فیصد کام تن تنہا کیا ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔

مر مٹے اپنے جستجو میں جو
ایسے لوگوں کا تو جواب نہیں

اب اسی کٹھن میدان میں بشیر اللہ، رفیع اللہ جان اور منصور بخاری بھی ابھر رہے ہیں۔ یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ بعض تراجم کوئٹہ کے چھاپہ خانوں میں ہی زیور طباعت سے آراستہ ہوئے ہیں۔ ان تراجم کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ مترجمین متن میں فرو گذاشت پر قارئین کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہیں۔

ان تراجم کے مطالعہ کے بعد اردو کی وسیع دامنی کا پتہ چلتا ہے۔ بقول پروفیسر انور رومان [۲۵]
" مجھے یہ لکھتے ہوئے قلبی مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ اردو زبان اتنی مالا مال ہے کہ وہ ہر قسم کے اظہار پر قادر ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ اتنی توسیع پذیر ہے کہ مسلمہ اصولوں کے مطابق نئے مرکبات بھی نہایت آسانی سے تراشے جاسکتے ہیں اور پھر اس میں اتنی سمائی ہے کہ پاکستان کی علاقائی زبانوں کے الفاظ بھی اس میں نہایت خوبصورتی سے سموئے جاسکتے ہیں اور وہ اسی کے ہو رہتے ہیں۔"

پروفیسر انور رومان (جن کے اب تک سب سے زیادہ سترہ زندہ و تابندہ ترجمے چھپے ہیں اور چند ایک طباعت کے مرحلے میں ہیں) کے الفاظ میں [۲۶] "تراجم نئے گنجینہ ہائے علم و دانش نو آفرینی، باہمی دادو ستد، ہم منزلی اور تبادلہ علم و حکمت کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں"۔

بلوچستان میں تاریخی کتب کے ترجموں کو ملاحظہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں یہ روایت ٹھوس، مستحکم اور توانا ہے۔ اس عمل میں بفضل ایزدی روز بروز قابل ذکر اور قابل توصیف اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

اہل جنوں کا کرتے ہیں کانٹے بھی احترام
ہر گام پر جھکاتے ہیں سر عاجزی کے ساتھ

حوالہ جات

۱۔ ہنری پوٹنگر، سفر نامہ بلوچستان و سندھ (مترجم) ایم انور رومان (حصہ اول و دوم)، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ص ۴۴۵

۲۔ چارلس میسن، سفر نامہ قلات (مترجم) ایم انور رومان، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء، ص ص ۴۲۴

۳۔ ایضاً، قلات انیسویں صدی میں (مترجم) محمد رشید الحق، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء، ص ص ۵۲۳

۴۔ اے ڈبلیو ہیوگز، سرزمین بلوچستان (مترجم) ایم انور رومان، کوئٹہ، ۱۹۸۶ء، ص ص ۴۰۰

۵۔ ایڈورڈ ای آلیور، پٹھان اور بلوچ (مترجم) ایم انور رومان، کوئٹہ، ۱۹۸۴ء، ص ص ۳۸۵

۶۔ جوزف پوپوسکی، وسط ایشیا میں روس کے عزائم (مترجم) نذیر حق، کوئٹہ، ۱۹۸۰ء، ص ص ۲۳۸

۷۔ ایم لونگ ورتھ ڈیمز، بلوچ قبائل (مترجم) کامل القادری، کوئٹہ، ۱۹۸۳ء، ص ص ۱۳۰

۸۔ کرنل چارلس میلسن، روسائے با اختیار و نامی خاندان (مترجم) اے۔ ایس شاہ، کوئٹہ، ۷۔ ۱۹۸۶ء، ص ص ۶۴۷

۹۔ بلوچستان کے قبائل (ضلعی گزیٹئر سے انتخاب) مترجم، ایم انور رومان، کوئٹہ، ۷۔ ۱۹۸۶ء، حصہ اول، ص ص ۴۱۷ حصہ دوم ص ص ۴۱۳

۱۰۔ جی پی ٹیٹ، بلوچستان اور سیستان کے خدوخال، (مترجم) ایم انور رومان، کوئٹہ، ۱۹۸۴ء، ص ص ۲۰۸

۱۱۔ سیستان ، (مترجم) ایم انور رومان ، کوئٹہ ، ۱۹۸۵ء ، ص ص ۵۵۸
۱۲۔ آر ای ایچ ڈائر ، بلوچستان کے سرحدی چھاپہ مار ، (مترجم) میر گل خان نصیر ، کوئٹہ ، ۱۹۷۹ء ، ص ص ۲۶۹
۱۳۔ سر جارج میکمن ، شمال مغربی پاکستان اور برطانوی سامراج ، (مترجم) ایم انور رومان ، کوئٹہ ، ۱۹۷۹ء ، ص ص ۳۱۰
۱۴۔ جے اے رابنسن ، مشرقی افغانستان کے خانہ بدوش قبائل (مترجم) سعید احمد رفیق ، کوئٹہ ۱۹۸۰ء ، ص ص ۳۹۲
۱۵۔ محمد سردار خان بلوچ ، بلوچ قوم کی تاریخ حصہ اول و دوم (مترجم) ایم انور رومان ، کوئٹہ ۱۹۸۰ء ، ص ص ۶۰۷
۱۶۔ ایم انور رومان ، کوئٹہ قلات کے براہوئی (مترجم) انعام الحق کوثر ، لاہور ، ۱۹۶۴ء ، ص ص ۸۴
۱۷۔ جیمز ڈبلیو سپین ، پختون ولی (مترجم) ایم انور رومان ، کوئٹہ ، ۱۹۸۷ء ، ص ص ۳۱۷
۱۸۔ سردار خان گشکوری ، چاکر اعظم ، (مترجم) عبدالغفار ندیم ، کوئٹہ ، ۱۹۸۸ء ، ص ص ۲۲۷
۱۹۔ میر خدا بخش بجارانی ، ازمنۂ بلوچ : تاریخ اور روایات (مترجم) ذکاء اللہ خان لودھی ، کوئٹہ ، ۱۹۶۴ء ، ص ص ۱۰۵
۲۰۔ ایضاً ، بلوچستان تاریخ کے آئینے میں (مترجم) سعید احمد رفیق ، کوئٹہ ۱۹۸۹ء ، ص ص ۵۹۰
۲۱۔ آخوند محمد صدیق ، اخبار الاسرار (مترجم) میر گل خان نصیر ، کوئٹہ ، ۱۹۸۴ء ، ص ص ۲۲۹
۲۲۔ سیف بن محمد بن یعقوب الروی ، تاریخ نامۂ ہرات (مترجم) سلطان الطاف علی ، کوئٹہ ، ۱۹۸۵ء ، ص ص ۸۹۰
۲۳۔ آر ٹی آلی جوئے ، پٹھان (مترجم) ایم انور رومان ، کوئٹہ ، ۱۹۸۷ء ، ص ص ۴۲۶
۲۴۔ سندھ نگر (سندھ گزیٹئر سے انتخاب) مترجم ایم انور رومان ، کوئٹہ ۱۹۸۹ء ، ص ص ۳۹۲
۲۵۔ ایم انور رومان ، سفر نامۂ بلوچستان و سندھ حصہ اول ، لاہور ، ۱۹۸۰ء ، ص ۱۴
۲۶۔ ایضاً ، سرزمین بلوچستان ، کوئٹہ ، ۱۹۸۶ء ، ص ۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادبیات

سہ ماہی — اسلام آباد

اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کا موقر سہ ماہی مجلہ **ادبیات** جو خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ نہایت کم قیمت میں پاکستانی ادب پر بیحد معیاری تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی نگارشات پیش کرتا ہے۔

بدلِ اشتراک

اندرونِ ملک :	بیرونِ ملک : امریکہ، کینیڈا، یورپ، مشرقِ بعید	بیرونِ ملک : مشرقِ وسطیٰ، بھارت، شمالی افریقہ
فی شمارہ : ۲۰ روپے	فی شمارہ : ۷ ڈالر (بذریعہ ہوائی ڈاک)	فی شمارہ : ۶ ڈالر (بذریعہ ہوائی ڈاک)
سالانہ : ۷۵ روپے (بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک)	سالانہ چندہ : ۲۵ ڈالر (" ")	سالانہ چندہ : ۲۲ ڈالر (" ")

اکادمی ادبیات پاکستان، سیکٹر ایچ۔ ایٹ/ون، اسلام آباد۔ فون ۲۵۴۵۶۸